بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

قرآن مجید اور اسوۂ نبوی کی تعلیمات کے پیش نظر مسلمانوں کو سب سے زیادہ حقیقت پسند اور واقعیت آگاہ ہونا چاہیئے تھا۔ بہ قول اقبال کے یہی وہ وصف ہے جس کے بغیر کسی قوم کا زجاج حریفِ سنگ نہیں بن سکتا۔ لیکن یہ دیکھ کر بہت افسوس اور دکھ ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بہ حیثیت مجموعی یہ صفت اب مفقود ہوتی جارہی ہے اور انھوں نے اپنے مسائل و معاملات پر حقیقت پسندی (REALISM) کے بجائے جذباتیت (SENTIUNTALISM) کے ساتھ غور کرنے کی خو پیدا کرلی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ کسی گتھی کی ایک گرہ کھولنا چاہتے ہیں تو دس گرہیں اور لگ جاتی ہیں۔ اس کی تازہ اور دلچسپ مثال یہ ہے کہ الجزائر پر آزادی و خود مختاری کی پو پھٹتی نظر آئی تو مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ نے الجزائری مسلمانوں کو مجاہدین فی سبیل اللہ" کہا۔ غازی اور شہید کا لقب دیا اور ان سے توقعات قائم کرلی کہ اب یہ لوگ آزاد ہوتے ہی "اسلامی حکومت قائم کریں گے اور اس کے نتیجہ میں یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ لیکن پچھلے دنوں الجزائری حکومت کے ایک نمائندہ نے نئی دلی میں یہ اعلان کیا کہ الجزائر میں "سکولر جمہوری حکومت" قائم کی جائے گی تو یہ سنتے ہی ان سب حضرات پر اوس سی پڑگئی ہے اور انہیں ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ گویا الجزائر کے فداکارانِ حریت نے آزادی کی خلعتِ فاخرہ زیب تن کرتے ہی اپنا رُخ بجائے کعبہ کے دیر و کلیسا کی طرف کرلیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سوچنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ زمانہ ملکوں کے آزاد اور خود مختار ہونے کا ہے اور ایشیا اور افریقہ میں جو ملک صدیوں سے غلام چلے آرہے تھے اپنی اپنی جدّ و جہد آزادی کے طفیل میں یکے بعد دیگرے آزاد ہوتے جارہے ہیں۔ ان سب ملکوں کی حالت یکساں نہیں ہے۔ بلکہ کہیں مسلمان اکثریت میں ہیں اور کہیں غیر مسلم۔ پھر جہاں

مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں سب ہی ایک عقیدہ اور ایک خیال کے نہیں ہیں ان میں سنی بھی ہیں اور شیعہ بھی۔ آزاد خیال بھی ہیں اور قدامت پرست بھی۔ پختہ کار و صادق بھی ہیں اور صرف نام کے مسلمان بھی۔! ان اختلافات سے قطع نظر، مشاہدہ تو یہ ہے کہ ایک ہی مسلک و مشرب (مثلاً حنفی) کے علماء چند جدید مسائل پر بھی متفق نہیں ہو سکتے۔ اب اگر جس ملک میں مسلمان اکثریت میں ہیں انھوں نے "اسلامی حکومت" بنا بھی لی تو آخر اس کی شکل و صورت کیا ہوگی؟ وہ سنی ہوگی یا شیعہ؟ اس کے قوانین کی بنیاد قرآن مجید کی کس تفسیر اور حدیث کی کس شرح پر رکھی جائے گی اور آخر میں فیصلہ کیونکر ہوگا؟ عددی اکثریت سے! تو سنی یا شیعہ (مثلاً) جو فرقہ بھی اقلیت میں رہ جائے گا وہ محسوس کریگا کہ اس پر ظلم ہو رہا ہے اور اگر ہر فرقہ کو یہ آزادی ہوئی کہ وہ اپنے اپنے مسلک فقہ کے مطابق عمل کرے تو انفرادی زندگی میں تو یہ چیز نبھ جائے گی لیکن اجتماعی مسائل میں اس آزادی سے کیا افراتفری اور بدنظمی نہیں پیدا ہوگی؟ پھر وہ اسلامی حکومت ہی کیا ہوئی جو نکاحِ متعہ اور سودی کاروبار جیسی چیزوں کو بند نہ کر سکے۔ صرف اس لئے کہ مسلمانوں کے بعض فرقے اس کے جواز کے قائل ہیں۔

علاوہ ازیں سوال یہ ہے کہ اچھا اگر اپنی اکثریت کے ملکوں میں مسلمانوں نے اپنی حکومت کو اسلامی قرار دے بھی دیا (اس سے قطع نظر کہ وہ درحقیقت اسلامی ہے یا محض برائے نام ہی) تو اب یہ ارشاد ہو کہ جن ملکوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں کس قسم کی حکومت قائم کی جائے؟ عیسائی، یہودی، بودھ، ہندو، جینی پارسی یا سکولر؟ اگر پہلی صورت منظور ہے تو اپنے حوصلہ و ظرف کے گریبان میں منہ ڈالکر بتایئے کہ آپ اس غیر مسلم مذہبی حکومت کے بوجھ کو برداشت بھی کر سکیں گے؟ کیا آپ کو امید اور بھروسہ ہے کہ اس حکومت میں آپ کی اسلامی زندگی اور اس کے مفادات محفوظ رہیں گے؟ اور اگر اس کے برعکس دوسری صورت یعنی سکولرزم آپ کو پسند ہو تو اب یہ فرمایئے کہ جن جن ملکوں میں آپ اقلیت میں ہیں وہاں کی اکثریتوں کا دل کبھی آپ کی طرف سے صاف ہو سکتا ہے؟ وہ کہیں گی نہیں کہ آپ (یعنی مسلمان) عجب خود غرض اور موقع پرست لوگ ہیں جہاں کہیں اقلیت میں ہوتے ہیں وہاں مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت سیکولر جمہوریہ ہو جس میں کسی مذہب کے ساتھ ترجیحی سلوک نہ کیا جائے اور جہاں ہر شخص کو شہری حقوق یکساں حاصل ہوں لیکن جس ملک میں آپ کی ذرا سی

بھی اکثریت ہوتی ہو وہاں آپ اُس ملک کی غیر مسلم اقلیتوں کا ذرا خیال نہیں کرتے اور جھٹ اپنی حکومت کے "اسلامی" ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ غور فرمائیے! مختلف ملکوں کی غیر مسلم اکثریتوں کے دل و دماغ میں اگر یہ خیال جم گیا تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو بیک وقت سامنے رکھ کر ارشاد فرمائیے کہ مجموعی طور پر دو چار ملکوں کی حکومت کو اسلامی کہہ دینے سے مسلمانوں کو فائدہ زیادہ پہونچیگا یا نقصان؟ زید کے لئے ایک محفوظ قلعہ بنا کر خود اپنے گھر میں سکون سے نہ رہ سکنا کونسی شرطِ عقلمندی یا اسلام کی کس تعلیم کے مطابق ہو؟

اس سے قطع نظر! خود اسلام کے فلسفۂ اخلاق اور اُس کی تعلیمات کی روشنی میں غور کیجئے۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہو کہ اگر مسلم تاجر دارالاسلام سے دارالحرب میں جائے اور وہاں کی حکومت اس کے ساتھ یہ مراعات کرے کہ چنگی کا محصول روپیہ میں دو آنہ معاف کرے تو اس کے جواب میں دارالاسلام کی حکومت کا فرض ہے کہ دارالحرب کا کوئی تاجر ادھر آئے تو اس کو روپیہ میں چار آنہ چنگی کا محصول معاف کرے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ نحن احق بالمکارم والاخلاق۔ کیا ان احکام سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اگر غیر مسلم اکثریت کے ملکوں نے سکولر جمہوریت قائم کی ہے جس کا فائدہ اُن ملکوں کی مسلم اقلیت کو پہونچ رہا ہو اور اس حد تک کہ دستوری اعتبار سے ایک مسلمان بھی اُن ملکوں کا صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف ہو سکتا ہو تو اب اس کے جواب میں مسلم اکثریت کے ملکوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے لئے ایک ایسی طرز حکومت اختیار کریں جس کے تحت ان ملکوں کی غیر مسلم اقلیتوں کو بھی وہی مراعات اور وہی حقوق حاصل ہوں جو مسلمان اقلیتوں کو غیر مسلم اکثریت کے ملکوں میں حاصل ہیں یعنی وہاں سکولر جمہوریت ہو تو یہاں بھی وہی ہو۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آج کل کا زمانہ پہلے زمانہ سے بالکل مختلف ہو۔ پہلے ایک قوم دوسری قوم کو فتح کرتی تھی اور اُس پر من مانے طریقوں سے اچھے ہوں یا بُرے، حکومت کرتی تھی۔ لیکن آج کوئی ایک بڑی قوم کسی دوسری قوم کو تلوار کے ذریعہ فتح نہیں کر سکتی۔ یہ دور عوامی تحریکات اور عوامی سرگرمیوں کا ہو اور ان تحریکات میں ملک کے سب عوام جو مذہب، زبان، کلچر اور تہذیب کے اختلاف کے باوجود مل جل کر ملک کو آزاد کرانے کی جد وجہد کرتے ہیں اور تب ہی ملک آزاد ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں اور خود الجزائر میں بھی صورتِ حال یہی ہے غیر مسلموں کا ایک بڑا طبقہ ہے جو وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ پورا تعاون کر رہا ہے۔ بس اب اگر ان سب کی متفقہ مساعی سے